اختلافات مرزا قادیانی

محمد اصغر توحیدی (گوجرانوالہ)

﴿ان الحمد لله والصلوة والسلام علی من لا نبی بعده﴾

قادیانی حضرات کیلئے دعوت فکر

محترم قارئین کرام! ہمارے اور قادیانی حضرات کے درمیان بنیادی طور پر یہ امر اختلافی ہے کہ آیا مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعاوی میں صادق ہے یا کہ کاذب۔ باقی سب مسائل اس کے تحت ہیں۔ ہم مرزا قادیانی کو اس کے دعاوی میں کاذب سمجھتے ہیں اور قادیانی حضرات اس کو صادق سمجھتے ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں ہم اللہ کریم کی توفیق سے مرزا قادیانی کی مختلف کتب سے اس کے اپنے اقوال میں تضاد و اختلاف ثابت کریں گے جو کہ مرزا قادیانی کے کذب پر صریحاً دلالت کرتے ہوں گے۔ ان شاء اللہ

☆ اختلاف نمبر 1

عیسیٰ علیہ السلام کے امت محمدیہ میں شمار ہونے یا نہ ہونے کے بارہ میں

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی ایک تصنیف ''ازالہ اوہام'' کے صفحہ نمبر ۱۰۹ پر لکھا ہے کہ ''اگر یہ کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی کر کے پکارا گیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ صحیح بخاری کی وہ حدیث دیکھو جس میں ﴿امامکم منکم﴾ موجود ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ منکم کے خطاب کے مخاطب امتی لوگ ہیں جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے دنیا کے آخیر تک ہوتے رہیں گے۔''

قارئین کرام! یہ عبارت اپنے مطلب و معانی میں بالکل صاف ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی امت میں داخل ہیں۔ اب اس کے برعکس ملاحظہ فرمائیں' چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف ''براہین احمدیہ'' حصہ پنجم صفحہ نمبر ۱۸۴ پر لکھا ہے کہ ''حضرت عیسیٰ کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے' کیونکہ امتی اس کو کہتے ہیں کہ جو بغیر اتباع آنحضرت ﷺ اور بغیر اتباع قرآن محض ناقص اور گمراہ اور بے دین ہو اور پھر آنحضرت ﷺ کی پیروی اور قرآن شریف کی پیروی سے اس کو ایمان اور کمال نصیب ہو اور ظاہر ہے کہ ایسا خیال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کرنا کفر ہے' کیونکہ گو وہ آپ درجہ میں آنحضرت ﷺ سے کیسے ہی کم ہوں' مگر نہیں کہہ سکتے کہ جب تک وہ دوبارہ دنیا میں آ کر آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل نہ ہوں تب تک نعوذ باللہ وہ گمراہ اور بے دین ہیں۔ یا وہ ناقص ہیں اور ان کی معرفت ناتمام ہے۔ پس میں اپنے مخالفوں کو یقیناً کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ امتی ہرگز نہیں ہے۔'' (انتہی)

محاسبہ

مرزا قادیانی نے (ازالہ اوھام) میں عیسیٰ علیہ السلام کو بحوالہ بخاری شریف نبی اکرم ﷺ کا امتی قرار دیا ہے۔ لیکن اپنی دوسری کتاب (براہین احمدیہ) حصہ پنجم میں عیسیٰ علیہ السلام کو نبی کریم ﷺ کی امت میں داخل سمجھنا ایک کفریہ بات قرار دیتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں آپ حضرات یوں سمجھیں کہ ایک کتاب میں ایک چیز کو کفر قرار دیا اور دوسری کتاب میں اسی کفر کا خود مرتکب ہوا۔ حاصل کلام یہ ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے ہی فتویٰ کی رو سے خود کافر ٹھہرا ہم کو اپنا علیحدہ فتویٰ لگانے کی ضرورت نہیں۔

اختلاف نمبر 2:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے وفات کے متعلق

مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف (ازالہ اوھام) کے صفحہ نمبر ۱۷۷ پر لکھا ہے۔ (اب پادری صاحب اس عبارت پر خوش ہو کر سمجھ بیٹھے ہیں کہ درحقیقت اسی جسم خاکی کے ساتھ مسیح اپنے مرنے کے بعد آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ لیکن انہیں معلوم ہے کہ یہ بیان لوقا کا ہے۔ جس نے مسیح کو دیکھا ہے اور نہ اس کے شاگردوں سے کچھ سنا پھر ایسے شخص کا بیان کیونکر قابل اعتبار ہو سکتا ہے۔ جو شہادت رویت نہیں اور نہ کسی دیکھنے والے کے نام کا اس میں حوالہ ہے ماسوا اس کے کہ یہ بیان سراسر غلط فہمی سے بھرا ہوا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔

انتہی

لیکن اس کے برعکس مرزا قادیانی نے اپنی ایک دوسری تصنیف (تریاق القلوب) کے صفحہ نمبر ۳۱۶ پر لکھا ہے: (اور حضرت مسیح صلیب سے نجات پا کر نصیبین کی طرف آئے اور پھر افغانستان کے ملک میں ہوتے ہوئے کوہ نعمان میں پہنچے اور جیسا کہ اس جگہ شہزادہ نبی کا چبوترہ اب تک گواہی دے رہا ہے وہ ایک مدت تک وہ نعمان میں رہے اور پھر اس کے بعد پنجاب کی طرف آئے۔ آخر کار کشمیر میں گئے اور کوہ سلیمان پر ایک مدت تک عبادت کرتے رہے اور سکھوں کے زمانہ تک ان کی یادگار کا کوہ سلیمان پر کتبہ موجود تھا آخر سرینگر میں ایک سو پچیس برس کی عمر میں وفات پائی اور خانیار کے محلہ کے قریب آپ کا مقدس مزار ہے) انتہی

محاسبہ

مرزا قادیانی نے (ازالہ اوھام) صفحہ نمبر ۴۷۷ پر تسلیم کیا ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں (جو کہ مسیح علیہ السلام کا آبائی قصبہ تھا) جو کہ ملک شام میں واقع ہے وہاں جا کر فوت ہو گئے لیکن اپنی دوسری تصنیف (تریاق القلوب) صفحہ نمبر ۳۱۶ پر اقرار کیا ہے کہ مسیح علیہ السلام فلسطین سے ہجرت کر کے آخر کشمیر پہنچے اور شہر سرینگر کے محلہ خان یار کے قریب آپ کا مزار مقدس ہے۔ ان دونوں تحریرات کا جھوٹا اور بودا ہونا صاف ظاہر ہوتا ہے' وہ اس طرح کہ ایک آدمی ایک ہی جگہ پر فوت ہوتا ہے' کبھی بھی دو جگہوں پر فوت نہیں ہوا' یہ ایک اصول کی بات ہے۔ لہٰذا جب مسیح علیہ السلام بقول مرزا قادیانی اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گئے تو پھر وہ کشمیر میں ہجرت کر کے کیسے آ گئے اور اگر بقول مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام کشمیر میں آ کر فوت ہوئے تو وہ اپنے وطن گلیل میں کیسے فوت ہو گئے۔ ظاہر بات ہے کہ ان دونوں اقوال میں سے ایک قول ضرور جھوٹا ہے۔ ویسے ہمارے نزدیک تو یہ دونوں اقوال ہی جھوٹے اور بلا دلیل ہیں۔ اب یہ فیصلہ کرنا قادیانی حضرات کا کام ہے کہ وہ آپس میں بیٹھ کر یہ فیصلہ کریں کہ مرزا قادیانی کا کونسا قول جھوٹا ہے اور کونسا سچا ہے۔ یہ ان کے گھر کا معاملہ ہے' اس میں ہمیں دخل دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن اتنا ضرور ان کی خدمت میں عرض کریں گے کہ خدا کے واسطے انصاف سے کام لے کر اپنے نبی کے ایک قول کو ضرور جھوٹا قرار دیں' ورنہ آپ بے انصاف کہلائیں گے اور اس صورت میں آپ کو احمدی نہیں بلکہ احمقی کہا جائے گا۔

اختلاف نمبر 3

ملائکہ میں کن فیکون کی صفت ہونے یا نہ ہونے کے بارہ میں

مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف ''حمامۃ البشریٰ'' عربی اردو میں صفحہ نمبر ۲۴۰، ۲۳۹ پر لکھا ہے کہ

﴿وحاصل قولنا ان الملائكة قد خلقوا حاملين لقدرة الابدية الالهية منزهين عن التعب واللغب والمشقة من لدنه علي كل شيء وانما امرهم اذا ارادوا شيئا فيكون الشيء المقصود من غير توقف﴾

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ہماری بات کا حاصل یہ ہے کہ ملائکہ اس طور پر پیدا کئے گئے ہیں کہ وہ خدا کی ابدی قدرت کو اٹھانے والے اور تھکاوٹ اور مشقت سے پاک ہیں اور ان کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کریں تو وہ چیز بلا توقف ہو جاتی ہے۔

لیکن اس کے برعکس مرزا قادیانی نے اپنی اسی تصنیف ''حمامۃ البشریٰ'' کے صفحہ نمبر ۲۶۱ پر لکھا ہے:

﴿هل نومن ونعتقد ان الله احد صمد لا شريک له في ذاته ولا في جميع صفاته لا في السموات ولا في الارضين ومن اشرک بالله شيئا من اشياء السماء او الارض فهو کافر ومرتد عندنا مفارق الدين الاسلام ودخل في المشرکين﴾

مطلب اس مذکورہ عبارت کا یہ ہے کہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ لیکن اس کے ساتھ ہم ایمان لاتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ ایک ہے' وہ بے نیاز ہے' اس کی ذات اور جملہ صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں' نہ آسمانوں اور نہ زمینوں میں اور جس نے آسمان اور زمین کی اشیاء میں سے کسی شے کو خدا کا شریک ٹھہرایا' وہ ہمارے نزدیک کافر' مرتد اور اسلام سے الگ ہونے والا اور مشرکوں میں داخل ہے۔

محاسبہ

کتاب مذکورہ کے صفحہ نمبر ۲۴۰، ۲۳۹ پر مرزا قادیانی نے ملائکہ کی یہ حقیقت اور شان بیان کی ہے کہ جب فرشتے کسی کام کا ارادہ کرتے ہیں' تو وہ کام فوری طور پر بلا توقف ہو جاتا ہے۔ اس عبارت میں مرزا قادیانی نے ملائکہ کو اللہ پاک کی ایک صفت ''کن فیکون'' میں شریک کیا ہے۔

مرزائی قادیانی حضرات کیلئے یہ بات بہت ہی قابل غور ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۲۶۱ پر اپنا اعتقاد یہ بھی بتلایا ہے کہ اللہ اکیلا ہے' بے نیاز ہے۔ اس کی ذات اور جملہ صفات میں آسمانوں اور زمینوں میں سے کوئی بھی اس کا شریک نہیں اور یہ بات ہے بھی درست۔ نیز اپنا یہ عقیدہ بھی بتلایا ہے کہ جو آدمی زمینوں اور آسمانوں کی اشیاء میں سے کسی شے کو اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے' ایسا آدمی کافر ہے' مرتد ہے' اسلام سے الگ ہونے والا ہے اور وہ مشرکوں میں داخل ہے۔

خدارا با انصاف مرزائی قادیانی حضرات غور و فکر کریں اور اس فتویٰ پر برا نہ منائیں' کیونکہ ہم نے یہ فتویٰ اپنی طرف سے جاری نہیں کیا' بلکہ ہم تو مرزا قادیانی کے فتویٰ کو صرف نقل کرنے والے ہیں۔

ہم مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو دعوت فکر پیش کرتے ہیں کہ اللہ کیلئے ایسے مشرک کافر مرتد اور اسلام سے الگ ہونے والے کی پیروی چھوڑ کر امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سچی اتباع اختیار کریں اور اتباع نبوی کر کے اپنی دنیا اور آخرت کو سنوارنے کی فکر کریں' کیونکہ اس دنیا کی زندگی عارضی اور فانی ہے اور آخرت کی زندگی ابدی ہے۔

اختلاف نمبر 4

سکھوں کے بابا گورونانک کو مسلمان سمجھ کر اس کے جنازہ کے ہونے یا نہ ہونے کے متعلق

مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف ''ست بچن'' صفحہ ۱۰۲ پر گورونانک کے متعلق لکھا ہے کہ ''ان کی وفات کے وقت ہندوؤں اور مسلمانوں کا ضرور جھگڑا ہوا تھا۔ ہندو باوا صاحب کی نعش کو جلانا چاہتے تھے اور مسلمان ان کے اسلام کے خیال سے دفن کرنے کیلئے اصرار کرتے تھے۔ اس تکرار نے ایسا طول کھینچا کہ جنگ تک نوبت پہنچی۔ انگریز مورخ سب اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ مسلمانوں نے آ کر

نہایت زور سے دعویٰ کیا کہ باوا صاحب ہم میں سے تھے ان کی نعش ہمارے حوالے کرو تا کہ اسلام کے طریق پر ان کو دفن کریں۔ پھر تعجب یہ ہے کہ باوا صاحب کی قوم کے بزرگوں نے جن کے سامنے یہ دعویٰ ہوا' اس بات کا رد کوئی بھی نہ کر سکا کہ ایسا دعویٰ کیوں کیا جاتا ہے کہ باوا صاحب مسلمان تھے' بلکہ قوم کے بزرگ اور دانشمندوں نے بجائے رد کے یہ بات پیش کی کہ باوا صاحب کی نعش چادر کے نیچے گم ہوگئی ہے۔ اب ہندو اور مسلمان نصف نصف چادر لے لیں اور اپنی اپنی رسوم ادا کریں' چنانچہ مسلمانوں نے ایک جھوٹی قبر بنانا اور صرف کپڑا دفن کرنا اور اس کو قبر سمجھنا ایک فریب اور گناہ میں داخل ہے۔ مسلمان ہرگز ایسا نہیں کر سکتے اور اگر ان کو صرف چادر ملتی تو وہ تبرک کے طور پر اپنے پاس رکھتے اور ہرگز نہ چاہتے کہ اس کو دفن کریں' بجائے نعش کے چادر یا کسی اور کپڑا کا دفن کرنا کسی جگہ اسلام میں حکم نہیں' نہ قرآن اور حدیث میں اس کا نشان پایا جاتا ہے' بلکہ یہ دجل اور فریب کی قسم میں ہے۔ جو شریعت اسلام میں کسی طرح جائز نہیں۔'' (انتہیٰ)

محاسبہ

مرزا قادیانی نے اس مذکورہ کتاب کے صفحہ ۱۰۲ پر تسلیم کیا ہے کہ سکھوں کے گورو بابا نانک کی وفات کے قریب ہندوؤں اور مسلمانوں کا اس کے دفن کی بابت جھگڑا ہوا تھا' مسلمان اس کو مسلمان سمجھ کر دفن کرنا چاہتے تھے اور ہندو اس کو ہندو سمجھ کر جلانا چاہتے تھے۔ بقول مرزا قادیانی اس ہندو مسلم تنازعہ کا فیصلہ یہ ہوا کہ چونکہ باوا نانک کی نعش دستیاب نہیں ہو سکی' لہٰذا اس پر جو چادر ڈالی گئی اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا لے لیا جائے' چنانچہ حسب فیصلہ فریق اس فیصلہ پر عمل ہوا' مسلمانوں نے اپنے حصہ کے ٹکڑا چادر کو دفن کر کے اپنی مذہبی رسم پوری کی اور ہندوؤں نے اپنے حصہ کے ٹکڑا چادر کو جلا کر اپنی مذہبی رسم پوری کی' اس تحریر میں مرزا قادیانی کا اقرار موجود ہے کہ چادر کے ٹکڑے پر جنازہ پڑھ کر ۱۱ بلکہ رکھ کر دفن کیا گیا تھا' لیکن اس مذکورہ کتاب کے صفحہ ۱۰۴' ۱۰۳ پر مرزا قادیانی کا انکار موجود ہے کہ شریعت اسلامی میں محض چادر پر جنازہ پڑھنا اور دفن کرنے کا کوئی ثبوت نہیں اور مسلمانوں نے ہرگز ایسا نہیں کیا۔ اب ظاہر بات ہے کہ مرزا قادیانی کی ان دونوں باتوں میں اختلاف ہے' اب ان دونوں میں ایک ضرور جھوٹی ہے۔ اب یہ تمام دنیا کے مرزائی قادیانی حضرات پہ لازم ہے کہ اس بات کا فیصلہ کرنے کیلئے اپنا ایک عالمی اجتماع منعقد کریں کہ حضرت صاحب کے ان دونوں اقوال میں سے کونسا قول جھوٹا ہے اور کونسا سچا ہے۔ ہم تو صرف ان کو جھوٹ اور سچ میں فرق کرنے کی دعوت فکر ہی دے سکتے ہیں۔

اختلاف نمبر5

حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں مردانہ صفات ہونے یا نہ ہونے کے بارہ میں

مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف ''نور القرآن حصہ دوم'' صفحہ نمبر ۱۲ پر لکھا ہے کہ ''ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ دے سکے' اس لئے یورپ کی عورتیں نہایت قابل شرم ہمدردی سے فائدہ اٹھا کر اعتدال کے دائرے سے ادھر ادھر نکل گئیں اور آخر ناگفتنی فسق و فجور تک نوبت پہنچی'' (انتہیٰ)

لیکن اس کے برعکس اسی کتاب مذکورہ کے صفحہ ۴۵' ۴۴ پر لکھا ہے کہ ''مگر آپ کے یسوع صاحب کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کب تک ان کے حال پر روئیں' کیا یہ مناسب تھا کہ وہ ایک زانیہ عورت کو یہ موقع دیتا کہ وہ عین جوانی اور حسن کی حالت میں ننگے سر اس سے مل کر بیٹھے اور نہایت ناز و نخرے سے اس کے پاؤں پر اپنے بال ملتی اور حرام کاری کے عطر سے اس کے سر پر مالش کرتی۔ اگر یسوع کا دل بدخیالات سے پاک ہوتا تو وہ کسی عورت کو نزدیک آنے سے ضرور منع کرتا۔ مگر ایسے لوگوں کو حرام کار عورتوں کو چھونے سے مزا آتا ہے۔ وہ ایسے نفسانی موقعہ پر کسی ناصح کی نصیحت بھی نہیں سنا کرتے۔ دیکھو! یسوع کو ایک غیرت مند بزرگ نے نصیحت کے ارادہ سے روکنا چاہا کہ ایسی حرکت مناسب نہیں' مگر یسوع نے اس کے چہرہ کی ترشروئی سے سمجھ لیا کہ میری اس حرکت سے یہ شخص بیزار ہے' تو رِندوں کی طرح اعتراض کو ٹال دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ کنجری بڑی اخلاص مند ہے' ایسا اخلاص تو تجھ میں بھی نہیں پایا۔ ●

سبحان اللہ یہ کیا عمدہ جواب ہے' یسوع صاحب ایک زناکار عورت کی تعریف کر رہے ہیں کہ بڑی نیک بخت ہے۔ دعویٰ خدائی کا اور کام ایسے بھلا وہ شخص جو ہر وقت شراب سے سرمست رہتا ہے اور کنجریوں سے میل جول رکھتا ہے اور کھانے پینے میں بھی ایسا اول نمبر کا جو لوگوں میں یہ اس کا نام ہی پڑ گیا ہے یہ کھاؤ پیو ہے' اس سے کس تقویٰ اور نیک بختی کی امید کی جا سکتی ہے۔ ہمارے سید و مولا افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کا تقویٰ دیکھئے کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے' جو پاک دامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کرنے کیلئے آتی تھیں' بلکہ دور بٹھا کر صرف زبانی تلقین توبہ کرتے تھے' مگر کون عقلمند اور پرہیزگار ایسے شخص کو پاک باطن سمجھے گا۔ جو جوان عورتوں کو چھونے سے پرہیز نہیں کرتا۔ ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے' گویا بغل میں ہے۔ کبھی ہاتھ لمبا کر کے سر پر عطر مل رہی ہے' کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوشنما بالوں کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوشنما بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے اور گود میں تماشا کر رہی ہے۔ یسوع صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اسے جھڑک دیتے ہیں اور طرفہ یہ کہ عمر جوان اور شراب پینے کی عادت اور پھر مجرد اور ایک خوبصورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے اور جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے' کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسبی کے چھونے سے یسوع کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس کے یسوع کو بھی یہ میسر نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے

صحبت کرلیتا' کمبخت زانیہ کے چھونے اور ناز و ادا کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے اور شہوت نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔'' (انتھیٰ)

محاسبہ

مرزا قادیانی نے اپنی اس مذکورہ کتاب کے صفحہ نمبر ۱۲ پر تسلیم کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات سے عاری تھے۔ (یعنی دوسرے لفظوں میں نامرد تھے) لیکن اسی کتاب مذکورہ کے صفحہ نمبر ۴۵'۴۴ سے ایک لمبی عبارت جو کہ مسیح علیہ السلام (جس کو عیسائی حضرت یسوع مسیح کہتے ہیں) کی اہانت اور گستاخی پر مبنی ہے۔ جو کہ مجھے مجبوراً قارئین کرام کو محض حوالہ کے طور پر نقل کرنی پڑی۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بقول مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام کے اس کنجری کو چھونے سے شہوانی جذبات بیدار ہو گئے تھے (معاذ اللہ) تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مرزا کے بقول حضرت مسیح علیہ السلام تو مردانہ صفات سے محروم تھے' تو پھر ان کے شہوانی جذبات اس کنجری کو چھونے سے کیسے بیدار ہو سکتے تھے۔ حالانکہ مرزا قادیانی کا حضرت مسیح علیہ السلام پر محض افترا ہے' بہر حال مرزا قادیانی کے ان دونوں اقوال میں سے ایک قول ضرور جھوٹا ہے' کیونکہ دونوں میں آپس میں اختلاف ہے' اب میں عیسائی حضرات سے کہتا ہوں کہ اگر آپ کے دلوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کی کوئی عزت ہے' تو آپ حضرات کے مذہبی بھائیوں' امریکہ' برطانیہ' فرانس' جرمنی یا دیگر یورپی ممالک کو ایسے مسیح علیہ السلام کے گستاخوں اور بے ادبوں کو اپنے اپنے ممالک میں سیاسی پناہ ہرگز نہیں دینی چاہیئے' خدا کیلئے کچھ تو مذہبی غیرت سے کام لیں۔

قارئین کرام! میں نے اللہ پاک کی توفیق سے مرزا قادیانی کی کتب سے چند ایک حوالہ جات اس کے اختلافی اقوال کی بابت نقل کیئے ہیں' ورنہ اس کی کتب میں بے شمار اس قسم کے اختلافی اقوال موجود ہیں۔ جن کا کوئی بھی معقول جواب اس کے پیروکار دینے سے قاصر ہیں۔

ضروری نوٹ

جن کتب مذکورہ کی عبارات با حوالہ درج کی گئی ہیں۔ وہ اصل کتابیں ہمارے پاس بحمد للہ موجود ہیں۔ جو کہ بوقت ضرورت و مطالبہ دکھائی جا سکتی ہیں۔ (ان شاء اللہ)

اب آخر میں مرزا قادیانی کا ایک فتویٰ ان لوگوں کے بارہ میں نقل کرنا زیادہ مناسب خیال کرتا ہوں کہ جن لوگوں کے اقوال میں آپس میں اختلاف ہوتا ہے تو پھر سنیئے مرزا قادیانی اپنی ایک تصنیف ''ست بچن'' صفحہ نمبر ۲۵ پر لکھا ہے کہ ''کسی سچیار اور عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا' ہاں اگر کوئی پاگل اور مجنوں یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے'' (انتھیٰ)

ہم نے اللہ پاک کی توفیق سے مرزا قادیانی کی کتب سے با حوالہ اس کے اقوال میں تناقض ثابت کر دیا ہے اور جس آدمی کے اقوال میں آپس میں تناقض ہو' اس آدمی کے متعلق مرزا قادیانی نے جو فتویٰ دیا ہے' ہمیں اس فتویٰ سے مکمل اتفاق ہے اور امید ہے کہ تمام قادیانی حضرات بھی مرزا صاحب کے اس فتویٰ سے اتفاق کریں گے' کیونکہ انکار کرنے کا کوئی معقول عذر موجود نہیں۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ کریم ہم کو دین اسلام کی خدمت اور باطل نظریات کا رد کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

ممتاز عالم دین مولانا احمد اللہ مبارکپوری کا سانحہ ارتحال

تمام حلقوں میں یہ خبر بڑے حزن و ملال کے ساتھ سنی گئی کہ ممتاز عالم دین مولانا احمد اللہ مبارکپوری ایک کار حادثے میں رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کے پوتے اور مولانا رضاء اللہ مبارکپوری کے بھائی تھے۔ جن کا گذشتہ سال انتقال ہوا تھا۔ آپ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے اپنی اعلیٰ تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد دنیائے اسلام کی ایک رفاہی تنظیم جمعیت احیاء التراث الاسلامی کویت سے منسلک ہوئے اور لجنۃ القارۃ الہندیۃ میں متعین ہوئے۔ اپنے حسن اخلاق' ملنساری' ہمدردی اور معاملہ فہمی کی بدولت بہت جلد قابل اعتماد حیثیت حاصل کر لی۔ خصوصاً ہندوستان میں لاتعداد مساجد' مدارس' رفاہی اداروں کی تعمیر کے علاوہ بے شمار یتیموں' ضرورت مندوں کی کفالت آپ کے ذریعے ہوئی۔ جو وفود بھی برصغیر سے کویت جاتے ان کا واسطہ لازمی مولانا مرحوم سے ہوتا۔ آپ نہایت خوش دلی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے اور تمام امور بطیب خاطر مکمل کرتے۔ دکھ سکھ میں برابر کے شریک ہوتے تھے اور مفید مشوروں سے نوازتے۔ اس قدر اپنائیت کا اظہار کرتے کہ انسان ان کا گرویدہ ہو جاتا۔ ایک علمی خانوادہ کے چشم و چراغ ہونے کے باعث بارہا انہیں وطن واپس آنے کی پیشکشیں ہوئیں' لیکن صرف اس لئے انکار کرتے رہے کہ کویت میں رہ کر دینی اداروں کی خدمت کے زیادہ مواقع ملتے ہیں۔ اور آخر دم تک پوری دیانتداری کے ساتھ یہ فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ اب حال ہی میں آپ لجنۃ القارۃ الہندیۃ کی جانب سے ان تمام مشروعات کا مشاہدہ کرنے اور ان کی رپورٹ لینے گئے ہوئے تھے۔ نیپال سے واپسی میں اپنے گھر کے قریب کار الٹ گئی۔ کار میں سوار دیگر افراد زخمی ہوئے' لیکن آپ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے انتقال فرما گئے۔

یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ بھائی عارف جاوید محمدی صاحب جو کہ پاکستان تشریف لائے ہوئے تھے' نے گلوگیر آواز اور پرنم آنکھوں کے ساتھ یہ خبر دی۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد اللہ مرحوم کی وفات سے ہم سب ایک ہمدرد' مخلص اور بے لوث دوست اور بھائی سے محروم ہوئے ہیں۔ ان کی وفات پر رئیس الجامعہ میاں نعیم الرحمٰن' پرنسپل جامعہ یاسین ظفر' شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز علوی کے علاوہ دیگر تمام اساتذہ اور طلبہ نے دلی تعزیت کا اظہار فرمایا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے' بشری لغزشوں کو معاف کرے اور اعلیٰ علیین میں بلند مقام نصیب فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

(ادارہ جامعہ سلفیہ)